قُرآن وحدیث کی روشنی میں تحقیقی تالیف

عظمتِ قرآن اور جشنِ عیدِ میلاد النبی ﷺ

تالیف

غلام غوث بغدادی قادری

معلم جامعۃ الاسلامیہ بغداد شریف العراق

کلیہ فکر اسلامی و الدعوہ الاسلامیۃ

نور القرآن حزبیہ غوثیہ انٹرنیشنل

رابطہ 0321-3531922

www.noorulquran.com

جامع مسجد بہارِ شریعت

بہادر آباد کراچی

عظمتِ قرآن

اور

جشنِ عیدِ میلاد النبی ﷺ

قرآن وحدیث واقوالِ صالحین کی

روشنی میں تحقیقی تالیف

مؤلف

علامہ غلام غوث بغدادی قادری (مدظلہ العالیہ)

امیر

ناشر

نور القرآن حزبیہ غوثیہ انٹرنیشنل

جامع مسجد بہارِ شریعت بہادر آباد کراچی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	عظمتِ قرآن اور جشنِ عید میلاد النبی ﷺ		
صفحات	64		
اشاعت اول	ربیع الاول ۱۴۲۵ھ/ اپریل 2004ء	تعداد	2300
اشاعت دوئم	ربیع الاول ۱۴۲۵ھ/ اپریل 2004ء	تعداد	2000
اشاعت سوئم	ربیع الاول ۱۴۲۵ھ/ مئی 2004ء	تعداد	1100
اشاعت چہارم	ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ/ مئی 2004ء	تعداد	1100
اشاعت پنجم	صفر المظفر ۱۴۲۶ھ/ اپریل 2005ء	تعداد	2200
اشاعت ششم	صفر المظفر ۱۴۲۶ھ/ اپریل 2005ء	تعداد	4400
اشاعت ہفتم	ربیع الاول ۱۴۳۱ھ/ فروری 2010ء	تعداد	2000
اشاعت ہشتم	ربیع الاول ۱۴۳۲ھ/ فروری 2011ء	تعداد	3000
اشاعت نہم	ربیع الاول ۱۴۴۱ھ/ نومبر 2019ء	تعداد	2000

ملنے کا پتہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی
Cell: 0321-3531922
www.noorulquran.com

انتساب

امیرِ طیبہ، اسد اللہ و اسد رسول اللہ

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

کے نام

جنہیں مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے بعد از وصال ان خطابات سے نوازا یَا حَمْزَۃُ فَاعِلَ الْخَیْرَاتِ ، یَا کَاشِفَ الْکُرُبَاتِ (اے نعمتیں بانٹنے والے اور اے غموں کو دور کرنے والے) ﴿المواہب اللدنیہ ج1 ص212﴾

اور

سرکارِ بغداد حضورِ غوث پاک رضی اللہ عنہ

کے نام

جن کے بارے میں مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا خلاصئہ کلام یہ ہے کہ بفضل اللہ انوار و تجلیات فیوض و برکات اس طور پر منتقل ہو چکے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی قطبیت کے اس درجہ پر فائز ہیں کہ اب ہمیشہ کے لئے ولایت کا تاج اسے عطا کیا جائے گا جو اس در سے فیض یاب ہو ﴿مکتوبات شریف﴾

الاھداء

محدّثِ مدینہ طیبہ شیخ محقق علی الاطلاق سیدی وسندی

عبدالحق محدث رضی اللہ عنہ

کے نام

جن کے فیض کی بنا پر صدیوں سے برصغیر میں بخاری ومسلم کا نور سینوں میں منتقل ہوا جنہوں نے میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کھڑے ہوکر باادب درود وسلام پیش کرنے کو اپنی نجات کا ذریعہ قرار دیا اور تمام علماء ومشائخ اور شیوخ طریقت اہلسنت کے نام جنہوں نے اپنی کوششوں سے گمراہوں کو ہدایت کا راستہ بتایا اور فضل الٰہی سے سخت دلوں کو موم کردیا۔

فہرستِ کتاب

نمبر شمارہ	عنوان	صفحہ نمبر
1	پہلے اسے پڑھئے	الف
2	مقدمہ کتاب	1
3	جادوگر سجدے میں گر گئے	3
4	مردوں کو زندہ کردیا	4
5	عرب کے حالات	4
6	عالم خوشیوں سے جگمگا اٹھا	5
7	فیصلہ ہو چکا	6
8	فصیح وبلیغ عاجز آگئے	7
9	قرآن کی فصاحت کا مقابلہ نہ کرسکا	9
10	یہ کسی بشر کا کلام نہیں	9
11	تائب ہوگیا	10
12	عظمتِ قرآن بزبانِ قرآن	11
13	مقصودِ کلام	12
14	سوال نمبر 1	13
15	ناقابلِ برداشت	15
16	رضائے مصطفیٰ ﷺ	15
17	خصوصی نظرِ کرم	16

نمبر شمارہ	عنوان	صفحہ نمبر
18	مقامِ ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ	16
19	دوسرا سوال	17
20	شیطان لعین کی بے باکی	18
21	امت کو پاکیزہ فکر عطا کردی	19
22	اسلام اور تیسری عید کا تصور	21
23	آخری سوال	23
24	خودساختہ اصول	24
25	مدنی آقا ﷺ کا عطا کردہ مدنی اصول	24
26	دونوں عیدوں سے افضل دن	25
27	قبولیت کی گھڑی	25
28	اسلامی اصول	26
29	خوشی پر انعام	26
30	محققین کے نظریات	28
31	شیطان کا ناکام وار	30
32	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عطا کردہ اصول	31
33	دعوتِ فکر	35
34	ڈال دی قلب میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ	36
35	شیطان کا آخری وار	37
36	جو کام خیر ہو اسے کرنا چاہئے	38
37	حرمین طیبین اور محافلِ میلاد	39
38	محدث ابنِ جوزی علیہ الرحمۃ کا تعارف	39
39	مفسرِ قرآن کے نظریات	40
40	ضابطہ برائے بدعت	41
41	مکۃ المکرّمہ میں جلوس کا ایمان افروز منظر	42
42	صالحین کے نظریات	43
43	اہلِ مدینہ اور محافلِ میلاد	45
44	کاش! میں ربیع الاول کے ہر دن محفل سجاتا	45
45	محدثِ مکۃ المکرّمہ کا اپنا عمل	46
46	شیخ محقق علی الاطلاق کا تعارف	47
47	برصغیر کے مسلمانوں کی خوش بختی	47
48	اجازتِ صحاحِ ستہ	48
49	شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی دعا	49
50	عاجزانہ درخواست	49
51	درود و سلام کی بہاریں (قبر سے کستوری کی خوشبو)	51

اہلیانِ کراچی کی خوش نصیبی:

الحمدللہ عزوجل بہارِ شریعت مسجد میں جو کہ بہادر آباد چورنگی کے پاس واقع ہے ہر جمعہ کی رات عشاء کی نماز کے تقریباً پون گھنٹے بعد ½1 گھنٹے کیلئے نورِ قرآن نشست ہوتی ہے۔ جہاں پروجیکٹر Projector اسکرین کے ذریعے قرآنِ پاک کے لفظ سے خوش نصیب اپنی آنکھوں کو منور کرتے ہیں، ایک ایک لفظ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفسیر پیش کی جاتی ہے۔ ان شاء اللہ جب ہم قرآن کا فیض حاصل کریں گے تو نورِ قرآن سے ہم بھی منور ہوں گے اور ہمارے گھر والے بھی منور ہو جائیں گے۔

الحمدللہ! مکمل قرآن پاک کی سی ڈیز اور مختلف عنوانات پر بیانات خصوصاً "جنتی گھرانہ"، "گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" کی سی ڈیز اور شرک کی حقیقت پر کتاب اردو اور پشتو زبان میں دستیاب ہیں، ان کو ضرور مطالعہ فرمائیں اور ہماری ویب سائٹ کا ایک بار ضرور وزٹ کیجیے نیز خواتین کیلئے پردے کا خاص انتظام بھی ہوتا ہے۔ آخر میں یہ ہی عاجزانہ درخواست ہے کہ حضور ﷺ، صحابہ کرام اور صالحین سے محبت اور الفت و برقرار رکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً صلوٰۃ الحاجات پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کے دعا کریں کہ "اے اللہ عزوجل میری ایمان کی حفاظت فرما اور جس طرح آج تیری توفیق اور عطا سے صحابہ کرام اور صالحین علیہم الرضوان کے عقائد ونظریات دل میں بسائے ہوئے ہوں، تیری قدرتی کاملا پر یقین رکھتے ہوئے اولیاءِ کاملین کی عظمت کے قائل ہوں۔ مجھے اسلامی عقیدے پر ثابت قدمی نصیب فرما۔"

اے پروردگار! میری یہ دعائیں اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرما۔

آمین بجاہِ النبی الامین ﷺ

پہلے اسے پڑھئے

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے جس نے ایمان کی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی۔ اس نعمت کے حصول کے بعد ہم پر یہ لازم ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے کوشاں رہیں کیوں کہ شیطان لعین ایمان کا دشمن ہے اور اس کی آرزو وتمنا ہے کہ لوگوں کے قلوب ایمان کی جان یعنی تعظیم مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہو جائیں اسی لئے شیطان مختلف وسواس کے ذریعے مسلمانوں کو حضور ﷺ کے ذکر سے روکتا ہے۔

الحمدللہ عزوجل اس مختصر تحریر میں شیطانی حملوں کا تعاقب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عطا کردہ اصول سے کیا گیا ہے جو انشاء اللہ عزوجل قارئین پر مطالعہ کرنے کے بعد ظاہر ہوگا۔

دراصل احقر تحریر کی صلاحیت اپنے اندر نہیں پاتا صرف ایک ناقل کی حیثیت ہے وہ بھی برادر مکرم محمد سلیم غازیانی صاحب کے خلوص کی بنا پر جسارت کی ہے کیوں کہ سلیم بھائی وہ پیارے محسن ہیں جو روزانہ (اکثر) موئے مبارک شریف کی زیارت کے مبارک لمحات میں ناچیز کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں موئے مبارک شریف کے صدقے دونوں جہاں کی دائمی عزتوں سے مالا مال فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر عیدِ میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ حضور پرنور ﷺ کی ولادت باسعادت کے صدقے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ میرے تمام اساتذہ کرام بالخصوص امام الصرف، بقیۃ السلف حضرت علامہ مولانا خادم حسین رضوی مدظلہ العالی،

میری والدہ محترمہ اور تمام محسنین (دعا فرمانے والوں) کے صدقے و طفیل اس تحریر کو قبول و منظور فرمائے، ان تمام کے فیوض و برکات سے مالا مال فرما کر اخلاص کے ساتھ ڈھیروں ثواب جاریہ کے کام کرنے کی عظیم سعادت عطا فرمائے اور اس تحریر میں مکمل تعاون فرمانے والے مفتی محمد آصف عبداللہ قادری کو دونوں جہاں کی نعمتوں، دائمی عزتوں سے مالا مال فرمائے اور ان کے علم و عمل اور عاجزی و انکساری میں مزید اضافہ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادم العلماء

غلام غوث بغدادی قادری مدظلہ العالی

یکم ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

۱۶ فروری ۲۰۱۰ء

بروز منگل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ کی رحمت چھما چھم برس رہی ہے، کرم کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ انعام و اکرام کی نورانی بارش ہو رہی ہے۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر مکمل ہوا چاہتی ہے، جود و عطا کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ اسی اثنا میں وہ بلند و بالا ہستی جس کے لیے نارِ نمرود گل گلزار بنی، سیدنا ابراہیم علیہ السلام دعا کے لیے دامن پھیلائے ہوئے ہیں اور پیارے ذبیح پیکرِ صبر و رضا حضرت اسماعیل علیہ السلام آمین کہہ رہے ہیں۔

ارشادِ باری عزوجل ہے:

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

﴿سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 127، پ1 ع15﴾

ترجمہ : ”اے رب ہمارے، ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا“

سبحان اللہ! دعا کرنے کا ہمیں طریقہ سکھا دیا کہ پہلے عمل صالح کے قبول ہونے کی التجا، بعد میں مدعا و مقصود کے لیے عرض گزار ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام دعا کے ابتدائی حصہ میں رحمتِ الٰہی عزوجل کی درخواست پیش کرنے کے بعد اس طرح مصروفِ التجا ہیں:

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ وَیُزَکِّیۡهِمۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ

﴿سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 129، پ1 ع15﴾

ترجمہ : ”اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا“

انبیائے کرام علیہم السلام کی پاکیزہ اور مبارک سوچ یہ پیغام دے رہی ہے کہ ان کے قلوب لوگوں کی ہدایت کے خواہاں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے کہ راہ سے بھٹکے ہوئے لوگ سچی راہ پر استقامت پذیر ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بے نیاز ہے۔ عبادت کرنے والوں کی اس کے یہاں کمی نہیں ہے۔ حضرت امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ مکاشفۃ القلوب میں لکھتے ہیں کہ ایسے فرشتے بھی ہیں کہ جب سے پیدا ہوئے ہیں برابر سجدے میں ہیں، قیامت کے روز سر اٹھائیں گے اور کہیں گے ”پروردگار! تیری ذات پاک ہے، ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے“۔ (مکاشفۃ القلوب)

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ

﴿سورۃ آل عمران آیت نمبر 97، پ4، ع1﴾

ترجمہ : ”تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے“

بے شک اگر پالنہار پروردگار عزوجل چاہتا راستے سے بھٹکے ہوئے بدنما داغ اپنی بدنمائی کا دھبہ خود ہی دور کر کے نیکوکار، متقی اور پرہیزگار بن جاتے لیکن رب تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ اس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا اور انبیائے کرام علیہم السلام کو ان عظیم الشان معجزات سے نوازا جن کی بناء پر لوگ ان کی طرف مائل ہوئے اور ایمان قبول کر لیا۔

جادو گر سجدے میں گر گئے :

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک سے بڑھ کر ایک جادوگر شعبدہ بازی کے ذریعے عقلِ انسانی کو متحیر کیے ہوئے تھا۔ جب یہ جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابل ہوئے فرمانِ رب العلمین عزوجل جاری ہوا:

وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ط اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سٰحِرٍ ط وَلَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی

﴿سورۂ طٰہٰ، 69، پ16، ع12﴾

ترجمہ: ”اے موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے داہنے ہاتھ میں جو عصا ہے اس کو زمین پر ڈال دو وہ ان کی ساری بناوٹوں کو نگل جائے گا۔ ان کی ساری بناوٹیں جادو کا فریب ہیں اور جادوگر کہیں بھی آئے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا“

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ ایک غضبناک اژدھا بن کر آگے بڑھا اور تمام جادوگروں کے سانپوں کو آنِ واحد میں نگل گیا۔ اس مبارک معجزہ کی بناء پر جادوگروں کی کیفیت یہ ہوئی:

فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰی

﴿سورۂ طٰہٰ، 70، پ16، ع12﴾

یعنی ”تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے اور بولے ہم حضرت ہارون اور موسیٰ علیہما السلام کے رب پر ایمان لائے“

مُردوں کو زندہ کردیا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں بڑے بڑے اَطِبّاء اور حُکَماء اپنے فن اور کمال کی بناء پر لوگوں میں معزز تھے لیکن کوئی ایسا طبیب نہ تھا جس نے اندھوں کو بینائی دی ہو۔ چنانچہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کا اظہار اپنی قوم سے اس طرح فرماتے ہیں:

وَاُبۡرِئُ الۡاَكۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰهِ

﴿سورۂ آل عمران، آیت ۴۹، پ ۳، ع ۱۳﴾

ترجمہ: ''میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا (زندہ کرتا) ہوں اللہ کے حکم سے''

بنی اسرائیل کے حُکَماء اور اَطِبّاء آپ علیہ السلام کے ان روشن معجزات کی بناء پر حق کی جانب مائل ہوگئے۔

عرب کے حالات:

حضورِ اکرم ﷺ کی آمد سے قبل ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ لوگ خودساختہ مٹی اور پتھر کی مورتیوں کی پوجا کرتے تھے۔۔۔۔۔۔بتوں کو حاجت روا۔۔۔۔۔ مشکل کشا جانتے تھے۔۔۔۔۔ظلم انتہا کو پہنچ چکا تھا۔۔۔۔۔عزتیں محفوظ نہ تھی۔۔۔۔۔ لڑکیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا۔ الغرض حالات اتنے ابتر تھے کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ

﴿سورۂ آل عمران، آیت نمبر 164 پ 4 ع 8﴾

یعنی: ''محبوبِ کریم ﷺ سے قبل لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے''

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی خاص مہربانی ہوئی جس نے تمام نعمتوں سے بڑھ کر ایسی نعمت عطا فرمادی جس کی بناء پر بنی آدم کے مقدر جاگ اٹھے اور اِتمامِ نعمت کا تاج عطا فرما کر اپنے محبوبِ کریم رؤف رحیم ﷺ کو اس طور پر مبعوث فرمایا کہ اطرافِ عالم میں خوارقِ عادات بطور علامت ظاہر ہونے لگے گویا کہ رسالت کا آفتاب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہونے والا ہے۔

عالم خوشیوں سے جگ مگا اٹھا:

حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن قتیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا جو بڑے عالم تھے کہ) جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ولادت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ تمام فرشتے میرے سامنے حاضر ہوجائیں چنانچہ فرشتے ایک دوسرے کو بشارتیں دیتے ہوئے حاضر ہونے لگے۔ دنیا کے پہاڑ بلند ہوگئے اور سمندر چڑھ گئے اور ان کی مخلوقات نے ایک دوسرے کو بشارتیں دیں۔ چنانچہ تمام فرشتے حاضر ہوگئے اور شیطان کو ستر زنجیریں پہنائی گئیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نور والے آقا ﷺ کی نورانیت کا ذکر اس طرح فرماتی ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے مشرق و مغرب منکشف فرمائے میں نے تین جھنڈے نصب کیے ہوئے دیکھے۔۔۔۔۔۔ایک مشرق میں۔۔۔۔۔۔ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر'' ﴿الخصائص الکبریٰ﴾

فیصلہ ہوچکا:

اللہ تعالیٰ کی سب سے افضل واعلیٰ نعمت کی تشریف آوری سے قبل ہی عالم کا رنگ بدلا جارہا ہے۔خوشی وشادمانی سے کونین مسرور ہیں، جھنڈے لہرائے جارہے ہیں۔مبارک دینے کے لیے حورانِ بہشت منتظر ہیں۔انبیاء کرام علیہم السلام جن کی بشارتیں دیتے چلے آئے اُس محبوب رب العالمین ﷺ کی آمد پر کون خوش نہیں ہوگا؟؟۔۔۔۔۔سوائے ازلی دشمن کے جواس مبارک موقع پر چیخ وپکار کررہا ہے۔یہ خوش ہونے والوں پر راضی نہیں ہے۔**شرح شیخ زادہ** میں ہے کہ دنیا کے تمام بت اوندھے پڑے تھے،تختِ شیطان بھی اوندھا پڑا تھا۔شیطان لعین اس غم میں چالیس دن دریاؤں میں غوطہ لگاتا رہا پھر بھاگ کر جبل ابوقبیس پر آیا اور ایک ایسی چیخ ماری کہ تمام ذریت جمع ہوگئی تو ان سے شیطان نے کہا:

وَيْلَكُمْ هَلَكْتُمْ هٰذِهِ الْمَرَّةَ هَلَاكًا لَمْ تُهْلِكُوْا مِثْلَهٗ . قَالُوْا وَمَا الْقِصَّةُ فَقَالَ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَبْعُوْثِ بِالسَّيْفِ الْقَاطِعِ الَّذِىْ لَا حِيْلَةَ بَعْدَهٗ يُبْطِلُ عِبَادَةَ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَسَائِرِ الْاَصْنَامِ وَلَا تَاتِىْ مَوْضِعًا اِلَّا وَجَدْنَا فِيْهِ ذِكْرَ الْوَحْدَانِيَّةِ عَلَانِيَّةً الخ

﴿طیب الوردہ شرح قصیدہ بردہ﴾

ترجمہ: ''وائے!(افسوس ہے)تم پر۔۔۔اس دفعہ تم ایسے ہلاک ہورہے ہو کہ ایسی ہلاکت اس سے قبل تم پر کبھی نہ آئی تھی۔ذریتِ شیطان (شیطان کے چیلوں) نے کہا کہ قصہ تو بتا؟ کیا مصیبت آگئی؟؟شیطان نے کہا:عنقریب اسی جگہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ﴿ﷺ ورضی اللہ عنہما﴾

آرہے ہیں جو اللہ کی طرف سے مبعوث بالسیف قاطع ہیں ان کی رونق افروزی کے بعد کوئی چال اور حیلہ نہ چل سکے گا۔لات وعزی اور تمام بتوں کی پرستش کو باطل کردیں گے اور کہیں وہ تشریف نہ لائیں گے مگر وہاں ذکرِ توحید الٰہی ہوتا نظر آئے گا۔ اور یہ امت ہمارے (جھوٹے) خداؤں پر ان کی تعلیم کی وجہ سے لعنت کرے گی اور شیطان کو رجیم (مردود) کہے گی اور اس نبی کی رونق افروزی کے بعد ہماری آنکھیں پتھرا جائیں گی اور ہمارے دل حزین و غمگین ہوں گے''

محبوبِ کریم ﷺ کی آمد سے قبل فیصلہ ہوچکا کہ شیطان کے لیے یہ بات قابل برداشت نہیں کہ لوگ رحمۃ للعالمین ﷺ کی ولادت پر خوش ہوں ایک طرف خوشیوں کا وہ سماں ہے جس کی نظیر نہیں تو دوسری طرف شیطان کی چیخ وپکار کی مثال نہیں۔اس سماں کو حسین انداز میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس طرح بیان کرتے ہیں:

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سب ہی تو خوشیاں منارہے ہیں

فصیح و بلیغ عاجز آگئے:

حضور ﷺ جس زمانہ میں تشریف فرما ہوئے، یہ فصاحت و بلاغت کا دور تھا۔عرب کے چھوٹے چھوٹے بچے فصاحت و بلاغت میں درجہ کمال پر فائز تھے اور حیرت انگیز حافظہ کے مالک تھے۔شعرائے عرب کے قصائد بیت اللہ کی دیواروں پر معلق کیے جاتے۔ایک سے بڑھ کر ایک فصیح و بلیغ اپنے فن کی مہارت کے پیش نظر دوسروں کے کلام میں عیب تلاش کرلیتا۔لیکن قرآن پاک کا اعجاز تھا کہ بڑے سے بڑا فن کار اس کے معارضہ سے عاجز آگیا اور اعجاز قرآن کے حضور سب نے اپنی عاجزی کا اعتراف کرلیا۔

ابتداء میں اربابِ فصاحت و بلاغت خوش فہمی میں مبتلا ہوکر کہنے لگے لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا؟ یعنی اگر ہم چاہیں تو اس جیسا کلام بنا کر بول سکتے ہیں لیکن جواب یہ ملا کہ

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿سورۂ طور، آیت نمبر 34﴾

یعنی اگر یہ لوگ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو قرآن جیسی کوئی ایک بات لائیں۔ قرآن کا یہ چیلنج سن کر فصحائے عرب نے انتہائی کوشش کی مگر عاجز رہے چنانچہ ان سے قرآنِ پاک جیسی صرف دس سورتوں کا مطالبہ کیا گیا کہ تم لے آؤ ! اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ''اگر تم سچے ہو'' قرآن پاک کی مثل تو کیا پیش کرتے، دس سورتیں بھی نہ لا سکے۔ فصیح و بلیغ جمع ہیں۔ باہم مشورے ہو رہے ہیں لیکن یہ کسی بشر کا کلام نہیں کہ مقابلہ ہو سکے۔۔۔۔۔۔۔

اللہ رب العالمین عزوجل کے کلام نے جھنجھوڑتے ہوئے یہ اعلان فرمادیا:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

﴿سورۂ بنی اسرائیل، آیت نمبر 88، پ15، ع10﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو''

عاشقِ ماہِ نبوت علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ عظمتِ قرآن کو اس طرح بیان فرماتے ہیں:

مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ

اَعْدَى الْاَعَادِيْ اِلَيْهَا مُلْقِيَ السَّلَمِ ﴿قصیدہ بردہ شریف۔ فصل 6﴾

ترجمہ: ''قرآن کی آیتوں سے کبھی سخت سے سخت دشمن نے محاربہ نہ کیا مگر غضب ناک ہو کر لوٹا یا سلامتی سے اسے قبول کیا''

قرآن کی فصاحت کا مقابلہ نہ کرسکا:

ابن مقفع نے جو اپنے وقت کا افصح اللسان (سب سے بڑا فصیح) تھا، چند فقرے لکھے اور چاہتا تھا کہ مقابلہ میں پیش کرے لیکن اُس نے کسی قاری کو سورۂ ہود کی یہ آیت پڑھتے سنا:

يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

﴿سورۂ ہود، آیت نمبر 44، پ12، ع4﴾

ترجمہ: ''اور (طوفان نوح کے بعد) حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ''

بس فوراً نادم ہو گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! کوئی شخص قرآن کی فصاحت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

یہ کسی بشر کا کلام نہیں:

ولید بن مغیرہ قریش میں میدان فصاحت کا بڑا شہسوار مانا ہوا تھا ایک روز حضور ﷺ کی خدمت میں بقصد معارضہ آیا اور خیال کیا کہ حضور ﷺ سے بلاغت میں مقابلہ کروں گا تو حضور ﷺ سے عرض کرنے لگا ''اِقْرَأْ عَلَيَّ'' کچھ پڑھیے! حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

﴿سورۃ النحل، آیت نمبر 90، پ 14، ع 19﴾

ترجمہ : ”بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو“

ولید نے دوبارہ پڑھنے کی درخواست کی، حضور ﷺ نے دوبارہ تلاوت فرمائی تو ولید یہ کہتا ہوا چل دیا:

”وَاللّٰهِ إِنَّ لَهُ لَحَلَاوَةً وَّإِنَّ عَلَيْهِ لَطَلَاوَةً وَّ إِنَّ أَعْلَاهُ لَمُثْمِرٌ وَّ إِنَّ أَسْفَلَهُ لَمُغْدِقٌ مَّا يَقُوْلُ هٰذَا الْبَشَرُ“

ترجمہ: ”خدا کی قسم قرآن میں شیرینی اور تازگی ہے، اس کا ظاہر مثمر (پھل دار) اور اس کا باطن مغدق (خوشگوار) ہے یہ انسان کا کلام نہیں“۔۔۔۔۔ یہ کہا اور خاموشی سے چل دیا

تائب ہو گیا:

یحییٰ بن حکیم نے قرآن کریم کے مقابلہ کا خیال کیا اور سورۂ اخلاص پر کچھ لکھنا چاہا کہ فصاحتِ کلام اور بلاغتِ مضمون نے اتنا مرعوب کیا کہ تائب ہو گیا غرض یہ کہ جو مقابلہ پر آیا وہ مبہوت ہو کر ہی واپس لوٹا۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

﴿حدائق بخشش﴾

فصحائے عرب مبہوت ہو گئے۔۔۔۔زبانیں بند ہو گئیں یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت رضی اللہ عنہ بلغاء عرب کی حالت ناگفتہ بہ کا نقشہ اس طرح کھینچتے ہیں:

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے، فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

قرآن مجید فرقان حمید نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ہمیشہ کے لیے یہ اعلان کر دیا کہ مخالفین قرآن مجید کی مثل کبھی نہیں پیش کر سکتے چنانچہ ارشاد باری ہے:۔

”فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا“ ﴿سورۃ البقرہ، آیت نمبر 24 پ 1 ع 3﴾

ترجمہ : ”نہ قرآن کی مثل پیش کر سکے اور نہ ہی کبھی قرآن پاک کی مثل پیش کر سکیں گے“

عظمت قرآن بزبانِ قرآن

۱۔ قرآن پاک میں شک کی گنجائش نہیں۔۔۔۔۔ ۲۔ قرآن برہان اور نور ہے۔
۳۔ قرآن شفاء ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۔ قرآن عالمین کے لیے نصیحت ہے۔
۵۔ قرآن میں اختلاف نہیں۔۔۔۔۔۔ ۶۔ قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔
۷۔ قرآن تمام کتابوں پر امین اور حاکم ہے۔۔۔۔۔ ۸۔ قرآن مفصل کتاب ہے۔
۹۔ قرآن مبارک ہے۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۔ قرآن کریم ہے۔
۱۱۔ قرآن پاک میں ہر خشک وتر چیز کا بیان ہے۔

﴿ملاحظہ ہو ترجمہ کنزالایمان مع خزائن العرفان﴾

(۱) البقرۃ۔۲ (۲) النساء۔۱۷۴، الشعراء۔۵۲ (۳) یونس۔۵۷، بنی اسرائیل۔۸۲
(۴) الانعام۔۹۱، اعراف۔۹ (۵) النساء۔۸۲ (۶) فاطر۔۳۱ (۷) المائدۃ۔۴۸
(۸) الانعام۔۱۴ (۹) الانبیاء۔۵۰ (۱۹) الواقعہ۔۷۷ (۱۱) الانعام۔۶۰

قرآن مجید فرقان حمید ہی وہ روشن و منور کتاب ہے جس میں ہر شئے کا واضح بیان ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

ترجمہ: ''اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا ہے، جو ہر چیز کا روشن بیان ہے''

قرآن مجید کتاب انقلاب بھی ہے اور علم و عرفان کا آفتاب جہاں تاب بھی اور کیا ہی خوب کہا گیا:

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِى الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ
تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

ترجمہ: ''تمام علوم قرآن کے اندر موجود ہیں یہ اور بات ہے کہ لوگوں کی عقلیں ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں''

جمیع علوم و معارف کی روشن کتاب کے بارے میں ارشاد ربانی عزوجل ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ﴿الانعام۔۳۸﴾

ترجمہ: ''ہم نے قرآن میں کسی چیز کو نہیں چھوڑا''

مقصود کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب ہم جان چکے کہ قرآنِ پاک میں ہر شہ کا روشن بیان ہے۔

اب ہمیں نور والے قرآن و حدیث سے علم حاصل کرتے ہوئے ان عظیم ہستیوں کی نورانی تحریروں کے فیوض و برکات سے متمتع ہونا ہے، جن کی زندگیاں صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی عملی تصویر ہیں۔ آئیں! ہم قرآنِ پاک سے چند سوالات کرتے ہیں اور شیطانی

وسوسوں سے نجات، اپنے ایمان کی حفاظت اور انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے دامن کو بھرتے ہیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

سوال نمبر۱: کیا قرآنِ پاک میں حضور ﷺ کی آمد کا ذکر ہے کیونکہ مسلمانوں کی اکثریت حضور ﷺ کی آمد کا ذکر ذوق و شوق، عقیدت و محبت سے کرتی ہے؟

الجواب: اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں انبیاء کرام علیہم السلام سے محبوب کریم ﷺ کی آمد کا ذکر اس حسین انداز میں فرمایا کہ گروہ انبیاء سے عہد و پیمان لیا گیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ
حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ
بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ
اِصْرِيْ ط قَالُوْا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ
الشّٰهِدِيْنَ ﴿سورۃ آل عمران، آیت نمبر 81، پ3، ع17﴾

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں''

اس آیت مبارکہ میں جہاں محبوب ﷺ کی آمد کا تذکرہ ہے وہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ کائنات کی تخلیق سے قبل ہی خلّاق کائنات عزوجل نے گویا کہ تمام نبیوں کا سردار آمنہ کے لعل کو مقرر فرمادیا تھا۔

حضور ﷺ کی آمد کا ذکر کرنے والے، مرحبا یا مصطفیٰ ﷺ کی صدائیں بلند کرنے والے اور محبوب ﷺ کی شان میں نعتیں پڑھنے والے کتنے خوش نصیب ہیں کہ ذکرِ آمدِ رسول ﷺ کرنا اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے اور اس مبارک ذکر کو سننا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ

﴿سورۃ المائدہ، آیت نمبر 15، پ06، ع7﴾

ترجمہ ”بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب“

☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام محبوب ﷺ کی آمد کا ذکر اس عقیدت و محبت سے کرتے ہیں

وَمُبَشِّرًا م بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ م بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ

﴿سورۃ الصف، آیت نمبر 6، پ28، ع9﴾

یعنی: محبوب رب العالمین کی آمد سے قبل اپنی قوم کو خوشخبری دی اور ان کا نام احمد ذکر کیا۔

ناقابلِ برداشت:

شیطان لعین کے لئے یہ قابلِ برداشت نہیں کہ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ عام ہو اس بدبخت کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ سے لوگوں کو محروم کردے چنانچہ یہ ازلی محروم اس وسوسے کے ذریعے بہکانے کی کوشش کرتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے حضور ﷺ کی ثناء خوانی ثابت نہیں **جبکہ شیطان اس بات سے باخبر ہے کہ میرا فریب دیرپا نہیں اور میری جھوٹ پر قائم کی ہوئی عمارت دھڑام سے گرے گی پھر بھی کذب بیانی سے باز نہیں آتا“ شاید یہ سوچتا ہو کہ لوگوں کو میں اتنا مصروف کردیا ہے اور وہ دنیا ہی میں اتنے الجھ گئے ہیں کہ انہیں حقیقت حال سے آگائی نہیں ہوگی اس طرح میرا جھوٹ لوگوں کے دلوں میں سچ کی حقیقت اختیار کرلے گا۔**

صحابہ کرام علیہم الرضوان ثنائے مصطفیٰ ﷺ میں رطب اللسان تھے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ کے مرتبہ و مقام سے واقف تھے۔

رضائے مصطفیٰ ﷺ

صحابہ کرام علیہم الرضوان مختلف مواقع پر حضور اکرم ﷺ کی ثناء خوانی اشعار کی صورت میں کرتے تھے چنانچہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے جب اشعار پڑھے تو محبوب کریم ﷺ اس قدر خوش ہوئے کہ آپ علیہ السلام مسکرائے، موتیوں کی طرح دندان مبارک نظر آنے لگے۔ **یہ نعتیہ اشعار آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے وقت پیش کیے تھے۔** ﴿ملاحظہ ہوالوفاباحوال مصطفیٰ ﷺ﴾

خصوصی نظرِ کرم:

شارح بخاری شریف مواہب للدنیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ عرب کے مشہور شاعر نابغہ جعدی نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں چند اشعار پڑھے۔ حضور اکرم ﷺ نے خوش ہوکر انہیں یہ دعا دی:

لَا یَفْضُضْ اللّٰہُ فَاکَ اَیْ لَا یُسْقِطُ اللّٰہُ اَسْنَانَکَ ﴿بیہقی﴾

ترجمہ: اللہ تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے یعنی تمہارے دانت نہ کریں اور منہ کی رونق نہ بگڑے۔

اس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کے باوجودیکہ حضرت نابغہ کی عمر سو (100) سال کی ہوگئی تھی لیکن ان کے کل کے کل دانت صحیح و سالم تھے اور اولے کی طرح سفید تھے راویانِ حدیث نے یہاں تک اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے کہ:

اِذَا سَقَطَ لَہٗ سِنٌّ نَبَتَ لَہٗ اُخْرٰی

ترجمہ: ''جب ان کا کوئی دانت گر جاتا تو بڑھاپے میں بھی اس کی جگہ نیا دانت نکل آتا''

یہ سراسر حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت تھی کہ نعت پڑھنے والے کے منہ کی خوبصورتی زندگی کی آخری سانس تک برقرار رہی۔ ﴿مقام مصطفیٰ ﷺ﴾

مقام ثناء خوان مصطفی ﷺ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: سرکار دو عالم ﷺ مسجد نبوی شریف میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے منبر رکھتے، چادر مبارک بچھاتے اور پھر حسان بن ثابت اس پر کھڑے ہوکر حضور اکرم ﷺ کے محامد و فضائل بیان فرماتے آپ کی مدافعت کرتے اور مفاخرت فرماتے۔

اللہ اکبر! حضور پرنور ﷺ اپنے ثناء خواں کو خوش ہوکر اس طرح دعا سے نوازتے:

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

''اے اللہ! روح القدس (حضرت جبریل علیہ السلام) کے ذریعے حسان بن ثابت کی مدد فرما'' ﴿بخاری، ا، ص ۶۵﴾

پیارے بھائیو! نعت خواں کے لیے محبوب ﷺ منبر بچھا رہے ہیں یہ خصوصی کرم اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ اپنے ان غلاموں کو جو محبت و تعظیم رسول ﷺ پھیلانے کا ذریعہ ہیں، بے حد پسند فرماتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضور ﷺ کی ثنا حقیقتاً حمدِ باری تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ مفسرین کرام علیہم الرحمۃ نے اصول بیان کیا ہے کہ مصنوع کی تعریف درحقیقت صانع ہی کی تعریف ہوتی ہے کیونکہ حقیقتاً خوبی و کمال عطا کرنے والی ذات صانع حقیقی خالق و مالک عزوجل کی ہے (۱)

دوسرا سوال: کیا قرآن پاک سے ثابت ہے کہ نعمتِ خداوندی کے حصول پر عید کا اطلاق کیا جائے؟

الجواب: قرآن پاک میں ارشاد ہے:

قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ

﴿سورۃ المائدہ: 114، پ7، ع5﴾

ترجمہ: ''عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ! اے رب ہمارے، ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی''

(۱) اس قرآنی اصول کی تفصیل کے لئے احقر کی تالیف ''قرآن مجید اور معیار ہدایت'' کا مطالعہ فرمائیں

پیارے پیغمبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے ہم تک یہ سوچ منتقل ہوئی کہ نعمت خداوندی ملنے والے دن کو خصوصیت حاصل ہے یہ عام دن نہیں بلکہ اس دن پر عید کا اطلاق کیا جائے گا۔

یاد رکھیں! جب کوئی فیضانِ قرآن سے متمتع ہوتا ہے تو شیطان اس فیض کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے یہ بات ہم پر مخفی نہیں کہ شیطان کو عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی نہیں ہے جب یہ مسلمانوں کو خوش ہوتا دیکھتا ہے تو بے لگام ہو جاتا ہے اور معاذ اللہ اسے وسوسے میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے جس سے نہ صرف محدثین، مفسرین، صحابہ وصالحین بلکہ سردارِ انبیاء ﷺ کی ذات بابرکات پر بھی حرف آتا ہے۔ (نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ ذَالِکَ)

شیطان لعین کی بے باکی:

شیطان کہتا ہے کسی دن کو یادگار بنانا یہودیوں کا طریقہ ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اور اسلام میں صرف دو ہی عیدیں ہیں۔

دراصل شیطان خود تو محروم ہے دوسروں کو بھی محروم و شقی بنانے کے حربے استعمال کرتا ہے یہ ازلی دشمن خود تو نورِ ایمان سے عاری ہے اسے سوچ و بچار کی ضرورت۔ یقیناً سوچنا تو ان لوگوں کو چاہیے جنہیں اپنے ایمان کی فکر ہو۔ کیونکہ یہ شیطانی خیال صحابہ علیہم الرضوان اور حضور پرنور ﷺ کے اعمال مبارکہ کو نشانہ بنا رہا ہے (معاذ اللہ) اور یہ وسوسہ شیطان لعین کی بے باکی اور رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی پر مشتمل ہے۔

امت کو پاکیزہ فکر عطا کردی:

بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسالت مآب ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔

فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَآءَ فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا هُوَ الْيَوْمُ الَّذِىْ اَظْهَرَ اللهُ فِيْهِ مُوْسٰى وَبَنِىْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ وَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ تَعْظِيْمًا لَّهٗ

ترجمہ: ''یہود کو آپ نے عاشورا کا روزہ رکھتے ہوئے پایا ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا ہم اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں''

غور فرمائیں! حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے صحابہ علیہم الرضوان گواہ ہو جاؤ! ہم کبھی عاشورا کا روزہ نہیں رکھیں گے کیونکہ یہ روزہ یہودیوں کا شعار بن گیا ہے بلکہ اس پر آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا

نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ ثُمَّ اَمَرَ بِصَوْمِهٖ

﴿بخاری باب اتیان الیہود﴾

ترجمہ: ''ہم تم سے موسیٰ کے زیادہ چاہنے والے ہیں پھر آپ نے روزہ رکھنے کا حکم دیا''

بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا

اَنْتُمْ اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْهُمْ فَصُوْمُوْهُ

ترجمہ : ''تم ان سے موسیٰ کے زیادہ قریبی ہو پس اس دن تم روزہ رکھو''

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے یادگار منانے کی ترغیب دلائی اور اس معاملے میں مشابہت کے وہم کو باطل قرار دیا بلکہ ان سے بڑھ کر تعظیم و محبت کا پیغام ہمیشہ کے لئے امت کو عطا کر دیا۔

امام المحدثین شارح بخاری حافظ ابن الحجر سے جب محفل میلاد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس کے جواز پر یہی حدیث بیان فرمائی اور کہا:

وَقَدْ ظَهَرَ لِیْ تَخْرِیْجُهَا عَلٰی اَصْلٍ ثَابِتٍ وَ هُوَمَا ثَبَتَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَوَجَدَ الْیَهُوْدَ

یعنی ''بخاری و مسلم کی مذکورہ روایت میرے نزدیک محفل میلاد کے جواز پر سند کا درجہ رکھتی ہے''

جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت پر اللہ تعالیٰ کے احسان کے شکریہ کے طور پر دن منایا جا سکتا ہے اور یہ تو وہ امت ہے جسے اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نعمت حاصل ہوئی۔ اس مبارک نعمت کا ذکر ان گنت و لاتعداد نعمتیں عطا فرمانے والا پروردگار اس طرح فرما رہا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا

﴿سورۂ آل عمران ۱۶۴، پ ۴، ع ۸﴾

ترجمہ : ''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں سے ایک رسول بھیجا''

اسلام اور تیسری عید کا تصور:

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (الی آخرہ) تو پاس بیٹھے ہوئے ایک یہودی نے کہا

لَوْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عَلَیْنَا لَا تَّخَذْنَا یَوْمَهَا عِیْدًا

ترجمہ: ''اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے والے دن کو عید بنا لیتے''

گویا کہ آپ نے اس کی گفتگو سن کر فرمایا تم تو ایک عید مناتے

فَاِنَّهَا نُزِّلَتْ فِیْ یَوْمِ عِیْدَیْنِ فِیْ یَوْمِ الْجُمْعَةِ وَیَوْمِ الْعَرَفَةِ

یعنی ''ہمارے ہاں یہ آیت نازل ہوئی تو اس دن ہماری دو عیدوں کا اجتماع تھا ایک جمعہ کا دن اور دوسرا عرفہ کا دن'' ﴿الترمذی، تفسیر سورۂ مائدہ﴾

شیطان تیسری عید محال ہونے کا تصور دے رہا ہے اور میرے آقا ﷺ اپنے غلاموں کو ہر جمعۃ المبارک عید کا پیغام دے رہے ہیں۔ (انشاء اللہ عزوجل مزید آگے ذکر کیا جائے گا)

امام قسطلانی شارح بخاری علیہ الرحمۃ (سنِ وصال: 923ھ)

ربیع الاول میں امت مسلمہ کے معمولات ۔۔۔ محافل میلاد کا انعقاد ۔۔۔ صدقہ وخیرات کرنا ۔۔۔ تذکرۂ ولادت نبوی اور اس کی برکات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فَرَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَاً اتَّخَذَ لَیَالِیَ شَھْرِ مَوْلِدِہِ الْمُبَارَکِ اَعْیَادًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو سلامت رکھے جس نے آپ کی میلاد کے مہینے کی راتوں کو عید منالیا۔

خوب کہا علوی مالک صاحب مدرس مکۃ المکرمہ نے کہ عید کی خوشیاں آتی ہیں گزر جاتی ہیں مگر آپ کی آمد سے مخلوق خدا کو جو خوشی (عید) نصیب ہوئی وہ ختم ہونے والی ہی نہیں بلکہ وہ دائمی ہے۔

وَنَحْنُ لَا نَرٰی تَسْمِیَتَہٗ بِالْعِیْدِ لِاَنَّہٗ اَکْبَرُ مِنَ الْعِیْدِ

ترجمہ: ''ہم یوم ولادت مصطفوی کو عید کا نام نہیں دیتے کیونکہ اس کا درجہ تو عید سے کہیں بلند ہے'' ﴿المورد الروی، 32﴾

یاد رکھیں! خوب یاد رکھیں!!! اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ شیطان کی جانب سے جتنے وسواس اور اعتراضات ہوتے ہیں انکی بنیاد جھوٹ اور دھوکہ پر قائم ہوتی ہے جسکا مقصود صرف اور صرف نظریاتِ صحابہ علیہم الرضوان و صالحین علیہم الرضوان کو باطل کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے ۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

آخری سوال: کیا حضور ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار قرآن پاک سے ثابت ہے؟

الجواب: قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا

﴿سورۂ یونس، 58، پ 11، ع 11﴾

ترجمہ: ''تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں''

قرآن مجید سے یہ روشنی ملی کہ مذکورہ آیت شریف میں رب عزوجل کے فضل اور اسکی رحمت پر خوشی منانے کا حکم ہے جبکہ محبوب کریم رؤف رحیم پر فضل عظیم ہے اور آپ علیہ السلام کی رحمت تمام عالم کو محیط ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا

﴿سورۃ النساء 113 پ 5، ع 14﴾

ترجمہ: ''اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

﴿سورۃ انبیاء 107، پ 17 ع 7﴾

ترجمہ: ''اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے''

بلاشک ایمان فضل الٰہی ہے اور قرآن رحمت الٰہی ہے لیکن یہ سب کچھ صاحبِ قرآن ﷺ کا صدقہ ہے۔

ایمان ملا ان کے صدقے ، قرآن ملا ان کے صدقے
رحمن ملا ان کے صدقے وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں

نور والے قرآن کے ذریعے یہ بات چمکتے ہوئے سورج کی طرح روشن ہے کہ حضور ﷺ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا شیطان کے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔

خود ساختہ اصول:

شیطان پر افتاد پڑتی ہے تو خود ساختہ اصول کا موجد حرکت میں آجاتا ہے چنانچہ شیطان نے اصول مرتب کیا کہ بارہ ربیع الاول کو ولادت کی خوشی نہیں بلکہ وصال کا غم کرنا چاہیئے۔

پیارے بھائیو! ہمیشہ کیلئے یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ شیطانی اصول انبیاء علیہم السلام، صالحین، محدثین، مفسرین علیہم الرضوان کے عطا کردہ اصول سے متصادم ہوتے ہیں۔

مدنی آقا ﷺ کا عطا کردہ مدنی اصول:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالمآب ﷺ نے فضیلت جمعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ قُبِضَ

﴿ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، دارمی﴾

ترجمہ: ”تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی میں ان کا وصال ہوا“

شیطان سے دوری کا عزم کرنے والے بھائیو! شیطانی اصول کے تحت تو آدم علیہ السلام کے وصال کی نسبت سے حضور ﷺ کو غم کرنے کی ترغیب دینی چاہئے نہ کہ جمعۃ المبارک کو دونوں عیدوں سے افضل قرار دینا چاہیے۔

دونوں عیدوں سے افضل دن:

حضرت ابوالباب بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَاللهِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ

﴿مشکوۃ المصابیح۔باب الجمعۃ﴾

ترجمہ: ”جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے ہاں تمام سے عظیم ہے اور یہ اللہ کے ہاں یوم الاضحٰی اور یوم الفطر دونوں سے افضل ہے“

قبولیت کی گھڑی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسالتمآب ﷺ نے فرمایا

مِنْهَا سَاعَةٌ مَّنْ دَعَا اللهَ فِیْهَا اُسْتُجِیْبَ لَهٗ ﴿مشکوۃ المصابیح بحوالہ مسند احمد﴾

ترجمہ: ”جمعۃ المبارک میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے“

پیارے بھائیو! جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت ہوئی وہ دن دونوں عیدوں سے افضل قرار دیا گیا حالانکہ وہی دن آدم علیہ السلام کے وصال کا ہے اس دن ہمیشہ ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کے وسیلے سے خود آدم علیہ السلام دعا فرماتے ہیں جو نبیوں کے سردار ہیں۔ انکی ولادت باسعادت کے مبارک دن پر خوشی کا اظہار کرنا کیونکر درست نہ ہوگا۔

اسلامی اصول:

حدیث پاک میں ہے:

اَمَرَنَا اَنْ لَّا نُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلاثٍ اِلَّا لِزَوْجٍ

﴿بخاری، ج۲،ص۸۰۴، مسلم، ج۱،ص۴۸۶﴾

یعنی: ''ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک بیوی غم منائے گی''

پیارے بھائیو! غور کر لیجئے!!! ایک طرف رسول اللہ ﷺ آمد پر غمگین ہونے والا شیطان سوگ کی ترغیب دے رہا ہے تو دوسری طرف نعمتِ خداوندی پر خوشی کا ثبوت قرآنِ پاک پیش کر رہا ہے ﴿ملاحظہ ہو سورۃ یونس، آیت نمبر ۵۸، پ۱۱، ع۱۱﴾

خوشی پر انعام:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابولہب مرگیا۔ ایک سال کے بعد میں نے اسے خواب میں بہت بُرے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا:

مَا لَقِیْتُ بَعْدَکُمْ رَاحَةً اِلَّا اَنَّ الْعَذَابَ یُخَفِّفُ عَنِّیْ کُلَّ یَوْمِ اثْنَیْنِ

یعنی ''تمہاری جدائی کے بعد آرام نہیں پایا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں لیکن جب سوموار کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے''

یہ عذاب میں تخفیف کس عمل کی بنیاد پر تھی؟ یہ بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زبانی ملاحظہ ہو۔ تخفیف کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَکَانَتْ ثُوَیْبَةُ بَشَّرَتْ اَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهٖ فَاَعْتَقَهَا

﴿فتح الباری شرح البخاری، ج۹،ص۱۴۵﴾

یعنی ''نبی اکرم ﷺ سوموار (پیر) کے دن دنیا میں تشریف لائے اس نے اس خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا کیونکہ اس نے آپ کی ولادت کی اطلاع دی تھی۔ لہٰذا جب سوموار کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خوشی منانے کے سبب عذاب میں تخفیف فرما دیتا ہے''

☆ اس واقعہ سے علماءِ امت نے اس پر استدلال کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی اگر کافر بھی کرے تو اسے بھی محروم نہیں کیا جاتا اور اگر کوئی مسلمان کرے تو اسے کیونکر محروم رکھا جائے گا؟

☆ واضح رہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ عالم بیداری میں بیان کیا ہے اگر یہ اسلامی اصولوں کے خلاف ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ اسے بیان ہی نہ کرتے اور اگر بیان کر بھی دیا تو صحابہ کرام یا تابعین کرام علیہم الرضوان انہیں روک دیتے۔

☆ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فتح الباری ج۹،ص۱۱۹ پر لکھتے ہیں:

امام بیہقی علیہ الرضوان نے فرمایا:

مَا وَرَدَ مِنْ بُطْلَانِ الْغَیْرِ لِلْکُفَّارِ فَمَعْنَاهُ اَنَّهُمْ لَا یَکُوْنُ لَهُمُ التَّخَلُّصُ مِنَ النَّارِ وَلَا دُخُوْلُ الْجَنَّةِ

ترجمہ: ''کافر کے بارے میں جو وارد ہے کہ اس کا عملِ خیر باطل ہے اس کا معنی یہ ہے کہ کافر دوزخ سے نجات پا کر جنت میں داخل نہ ہوگا''

طویل بحث کے بعد ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

هٰذَا اَنْ يَّقَعَ التَّفَضُّلُ الْمَذْكُوْرُ اِكْرَامًا لِّمَنْ وَقَعَ مِنَ الْكَافِرِ الْبِرُّ لَهٗ وَنَحْوُ ذٰلِكَ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے یہ فضل مذکور ﴿ابولہب پر عذاب میں تخفیف﴾ اس ذات اقدس کے اکرام میں کی ہے جس کی خاطر کافر سے نیکی صادر ہوئی تھی ﴿یعنی اس میں سرور عالم ﷺ کا اکرام ہے نہ کہ کافر کا﴾

محققین کے نظریات:

شیخ القراء حافظ شمس الدین ابن الجزری علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف ''عُرْفُ التَّعْرِيْفِ بِالْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ'' میں لکھتے ہیں:

فَاِذَا كَانَ اَبُوْلَهَبِ الْكَافِرُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْقُرْاٰنُ بِذَمِّهٖ جُوْزِىَ فِى النَّارِ بِفَرْحَةِ لَيْلَةِ الْمَوْلِدِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَالُ الْمُسْلِمِ الْمُوَحَّدِ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرَهٗ مَوْلَدَهٗ وَبَذَلَ مَا يَصِلُ اِلَيْهِ قُدْرَتَهٗ فِىْ مَحَبَّتِهٖ لَعُمْرِىْ اِنَّمَا يَكُوْنُ جَزَاءُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اَنْ يُّدْخِلَهٗ بِفَضْلِهٖ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ

﴿البیہقی، فتح الباری ص ۱۱۹﴾

یعنی: ''جب وہ دشمن خدا جس کی مذمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی حضور علیہ السلام کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے تو وہ مسلمان جو آپ ﷺ سے محبت رکھنے ولا ہے میلاد کی خوشی کرے تو وہ کیا مقام پائے گا؟ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو اپنے محبوب کریم ﷺ کی خوشی میں جنت عطا فرمائے گا''

محدث مدینہ منورہ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

''اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لیے روشن دلیل ہے جو سرور دو عالم ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کہ کافر تھا جب وہ حضور ﷺ کی ولادت کی خبر پاکر خوش ہونے اور لونڈی کو دودھ پلانے کی خاطر آزاد کرنے پر انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہوکر مال خرچ کرتا ہے''

﴿مدارج النبوت، ج ۲﴾

☆ محدث مدینہ طیبہ کا ایمان افروز تعارف صفحہ نمبر 47 پر ملاحظہ فرمائیں۔

اے پیارے اللہ عزوجل! رسول اللہ ﷺ کی آمد پر خوشیاں منانے والوں کو دونوں جہاں کی خوشیوں سے مالا مال فرما۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

نوٹ: اسی مفہوم کو صدیوں سے محدثین ذکر فرماتے رہے۔ طوالت کے پیش نظر صرف حضرت الشیخ شمس الدین ابن الجزری اور محدث مدینہ طیبہ علیہما الرحمۃ کا حوالہ ذکر کیا ہے جنہیں علی الاطلاق تسلیم کیا جاتا ہے۔

شیطان کا ناکام وار:

شیطان کی ہمیشہ سے یہی کوشش رہی کہ وہ اپنے وساوس کو بظاہر دین کے نام پر دھوکے کے ساتھ اس طور پر مزین کر کے پیش کرتا ہے کہ دین میں سطحی نظر رکھنے والا اسکے جال میں گرفتا ہو کر گمراہی کے عمیق گڑھے میں گر جاتا ہے اور اسے اپنی گمراہی کا احساس نہں ہوتا۔

شیطان اس طرح وسوسے میں مبتلا کرتا ہے کہ محافلِ میلاد اور خوشی کا اظہار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی ایجاد کردہ ہیں نیز مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورۃ میں کبھی محافلِ میلاد منعقد نہیں ہوئیں، یہ تو صرف ہندوستان اور پاکستان میں رائج ہیں۔

پیارے بھائیو! ہدایت اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ ہمیشہ ندامت ان کا مقدر بن گئی جنھوں نے اسلامی اصولوں کو نہ پہچانا اور تنگ نظری کے جال میں گرفتار ہونے کے سبب صحابہ علیہم الرضوان کے عطا کردہ اصول نہ سمجھ سکے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَمَا تَوْفِيقِيٓ اِلَّا بِاللّٰهِ

﴿سورۃ ھود: ۸۸﴾

ترجمہ: ”توفیق تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عطا کردہ اصول:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگِ یمامہ کے موقع پر سات سو (۷۰۰) حفاظ شہید ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پریشان ہو کر امیر المؤمنین سے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ قرآن پاک جمع کرنے کا حکم دیجیئے۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كَيْفَ اَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ: ”میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو“

اس کے جواب میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ نہیں فرمایا کہ حضور! کمال ہو گیا۔۔۔ہم صحابہ علیہم الرضوان ہیں۔۔۔ہمارا زمانہ بہتر ہے۔۔۔۔۔ہم مدینے شریف کے رہنے والے ہیں۔۔۔۔ہم اگر کسی فعل کو سرانجام دیں تو کیا قباحت ہو سکتی ہے؟ قربان جائیں! میرے آقا ﷺ کے فرمان عالیشان پر کہ

اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْمِهٖ

یعنی ”اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان و دل پر حق جاری فرمایا ہے“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المؤمنین کو جواب دیتے ہوئے عرض کرتے ہیں وَاللّٰهِ خَيْرٌ، اللہ کی قسم! یہ خیر کا پہلو ہے۔ سبحان اللہ! فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے صادر ہونے والے مبارک کلمات ”وَاللّٰهِ خَيْرٌ“ اسلامی قاعدے وقانون کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ ہر وہ کام جس میں خیر کا پہلو ہو اور شرعاً ممانعت ثابت نہ ہو اس کا کرنا عین اسلام ہے۔

بہر حال حدیث پاک میں آتا ہے:

فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِىْ فِيْهِ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ لِذَالِكَ صَدْرِىْ وَ رَاَيْتُ الَّذِىْ رَاٰى عُمَرُ

یعنی ’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہی فرماتے رہے کہ قسم ہے اللہ کی یہ کام بہتر ہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ کھول دیا اور مجھ کو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند آئی‘‘

مختصر یہ کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کا حکم دیا آپ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا:-

كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ اَزَلْ اُرَاجِعُهٗ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِىْ لِلَّذِىْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَقُمْتُ

﴿بخاری شریف، ج ۲، ص ۷۴۵، کتاب فضائل قرآن، باب جمع قرآن﴾

یعنی ’’آپ دونوں وہ کام کیوں کرتے ہیں جس کو آنحضرت ﷺ نے نہیں کیا مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہی فرماتے رہے کہ قسم ہے اللہ کی یہ کام بہتر ہے اور (حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں اسی طرح جواب دیتا رہا یہاں تک کہ جیسے اللہ نے ان دونوں کے سینہ کو کھول دیا تھا میرے سینہ کو بھی کھول دیا اور میں قرآن جمع کرنے پر آمادہ ہوگیا‘‘

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ:

☆ اسلام تنگ نظری سے پاک و منزہ ہے چنانچہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو اس خیر کے نئے کام کو بعد والے سرانجام دے سکتے ہیں۔

☆ زمانے کا مبارک ہونا، فعل (کام) کے مستحسن ہونے کی دلیل نہیں مثلاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم اور آپ کی مظلومانہ شہادت، جھوٹے نبوت کے دعویدار، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت، کربلا کا ہولناک واقعہ، سینکڑوں صحابہ علیہم الرضوان کو شہید کرنا، دور صحابہ و تابعین میں ہوا حالانکہ یہ تمام کام درست نہیں ہیں۔

وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ!

☆ کسی بھی نئے کام کی بنیاد فعل پر موقوف ہے نہ کہ زمانے پر یعنی ہر وہ نیا کام جو خیر اور خوبی پر مشتمل ہو اور شرعاً ممانعت نہ ہو تو ایسے کام سے کسی کو نہیں روک سکتے چاہے وہ کسی بھی زمانے میں ایجاد ہو مثلاً اجتماعی طور پر رات کے وقت مساجد میں سورۃ الملک پڑھنے کا رواج۔ بلاشک یہ خیر کا کام ہے لہذا جائز و مستحب ہے۔

اسلام کے اصول سمجھنے والے بھائیو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عطا کردہ اصول کے تحت یہ بات اظہر من الشمس ہے، یہ معیار درست نہیں کہ جو نیک کام صحابہ علیہم الرضوان نے نہ کیا ہو بعد والے سرانجام دیں تو انہیں طنزاً یہ کہا جائے کہ کیا تمہارے قلوب عشق الٰہی عزوجل، قرآن کی محبت اور عشق رسول ﷺ میں زیادہ سرشار ہیں کہ پچھلوں نے یہ نیک کام نہ کیے اور بعد میں آنے والے زیادہ نیک آئے ہیں جو اس کام کو ایجاد

کررہے ہیں اگر اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا تو خرابی یہ لازم آئے گی کہ کیا معاذ اللہ! صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بڑھ کر ظالم حجاج بن یوسف کو قرآن پاک کا زیادہ محبّ قرار دیں؟ کیونکہ قرآن پاک پر اعراب (زبر، زیر، پیش) اس نے لگوائے حالانکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے یہ کام سرانجام نہیں دیا۔ اسی طرح آج کل نماز تراویح کے بعد خلاصہ تراویح بیان کیا جاتا ہے حالانکہ صحابہ کرام یا تابعین کے زمانے میں یہ رواج نہ تھا تو کیا یہ کہا جائے گا کہ آج کل کے لوگ صحابہ علیہم الرضوان اور تابعین کرام سے بڑھ کر خدمتِ قرآن کے جذبے سے سرشار ہیں کہ صحابہ وتابعین علیہم الرضوان نے یہ کام نہ کیا اور آج کل کے لوگ یہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔

واضح رہے دور صحابہ وتابعین علیہم الرضوان میں فارس سمیت کئی ایسے ممالک فتح ہوئے تھے جن کی زبان عربی نہ تھی تو کیا سارے ہی اس زمانے میں مفسر قرآن تھے کہ مزید انہیں تفسیر بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی؟۔۔۔۔۔۔نیز قرآن مجید کا ترجمہ دور صحابہ میں نہ کیا گیا۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ایران (فارس) فتح ہو گیا تھا۔

دعوت فکر:

ان نکات کو پیش نظر رکھتے ہوئے سوچیں کہ بالفرض مروجہ میلاد شریف سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ایجاد کردہ ھے تو اس میں کیا خرابی ھے ؟ کیا یہ خیر کا کام نہیں ھے ؟ ....کیا صحابہ علیہم الرضوان، حضور اکرم ﷺ کی ثناء خوانی نہیں کرتے تھے؟..... کیا قرآن پاک کی تلاوت سننا باعث اجروثواب نہیں؟...... کیا حضور اکرم ﷺ کی آمد کا ذکر قرآن پاک میں نہیں کیا گیا؟.... کیا قرآن و حدیث میں درود و سلام پڑھنے کی ترغیب نہیں؟....ان امورِ خیر کے علاوہ محفل میلاد کس چیز کا نام ھے ؟

خدارا! خوب سوچیں! غور وفکر کریں! امت کے پیشوا سیدی وسندی علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ جن کے فتاویٰ شامی تمام احناف کے لیے دلیل وحجت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ صالحین کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ: ''**منکرین صالحین کے سلب ایمان کا خوف ھے**۔ ﴿رسائل ابن عابدین، ج۲، ص۳۱۷﴾

اللہ اکبر! صالحین سے دوری ایمان کے ضائع ہونے کا سبب ہے تو نبیوں کے سردار ﷺ کے ذکر سے روکنے کا انجام کس قدر تشویش ناک ہے؟ الامان ثم الامان

ڈال دی قلب میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

سیدی امام اہلسنّت مولانا الشاہ احمد رضا علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۳۴۰ھ میں ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ سے صدیوں پہلے کے محدثین، مفسرین، محققین، مدبرین جنہیں عرب وعجم نے تسلیم کیا اور بلا مبالغہ قرآن وحدیث ہم تک پہنچنے کا ذریعہ بنے، ان بلند صفات ہستیوں نے میلا دالنبی ﷺ کے فضائل پر قرآن وحدیث سے جو دلائل قائم کیے ہیں ان کا مطالعہ اس چیز کی گواہی دے گا کہ

تو نے باطل کو مٹایا اے امام احمد رضا
دین کا ڈنکا بجایا اے امام احمد رضا

سیدی امام احمد رضا کے عقائد ونظریات انہی مبارک ہستیوں کی تعلیمات کو عام کرتے ہیں جنہیں علی الاطلاق تسلیم کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے شیطان سے اس طور پر مقابلہ کیا کہ اس کے وسوسوں کو نیست ونابود کر کے ایمان کی حفاظت کا باعث اور تقویت کا سبب بنے۔ اس موڑ پر اہل انصاف اور وسعت نظری رکھنے والے بتائیں! جس محسن نے صدیوں سے متفقہ مفسرین اور محدثین کی روشنی کو پھیلانے کے لیے اپنے آپکو وقف کر دیا ہو۔ جن کی ہزار سے زائد تصنیفات ہوں، جن کے فتویٰ نویسی میں دلائل کا معیار اس قدر بلند ہو کہ سب ہی معترف ہوں اور جن کا ترجمہ قرآن بنام کنز الایمان اس قدر محتاط ہو جس کی نظیر نہ ہو۔ چنانچہ ایسی شخصیت جو ایمان کی حفاظت کا ذریعہ بنی ہے ان سے نسبت رکھنے والی ہر شئے ہمارے لیے قابل احترام ہے اور اسی ایمانی محبت کی بناء پر ان کے شہر ''بریلی'' سے بھی الفت ہے یہ دینی محبت ہمیں 'بریلوی' کہلانے کی عظیم سعادت پر ابھارتی ہے۔

شیطان کا آخری وار:

عام طور پر لوگوں کو شیطان یہ تصور دیتا ہے کہ حرمین شریفین میں محافل میلا دالنبی ﷺ کبھی منعقد نہیں ہوئیں اس لیے یہ محافل ناجائز ہیں اور حرمین شریفین میں جو کچھ ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کی رضا شامل ہوتی ہے۔ ﴿نَعُوْذُ بِاللہِ﴾

پیارے بھائیو! شیطان حرمین طیبین کی عظمت کے پیشِ نظر دھوکہ میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور بسا اوقات قرآنِ پاک کی آیات کو غلط مفہوم کے ساتھ بیان کر کے صراطِ مستقیم سے دور کرتا ہے جیسا کہ خوارج کا معاملہ ہے کہ انہوں نے قرآن پاک سے غلط استدلال کرتے ہوئے صحابہ علیہم الرضوان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مشرک قرار دیا ﴿معاذ اللہ﴾ (۱)

غور وفکر کرنے والے بھائیو! بالفرض مذکورہ تصور تسلیم کر لیا جائے پھر بھی یہ قاعدہ درست نہیں کہ جو کام حرمین شریفین میں ہوتا ہے وہ دلیل وحجت بن جائے نعوذ باللہ اس طرح تو لازم آئے گا کہ اسلام سے قبل اللہ تعالیٰ بتوں کو پسند فرماتا تھا (نعوذ باللہ) کیونکہ بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بت موجود تھے۔ استغفِرُ اللہ!

یزید پلید کی ناپاک فوجیں مدینہ طیبہ میں داخل ہوئیں اور کس طرح بے حرمتی کی گئی کہ اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ. یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا ان گستاخوں کو حاصل نہیں تھی۔ کچھ سال قبل چند شر پسند لوگوں نے بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر جو دلخراش معاملات کیے اور کئی روز تک یہ نالائق قابض رہے بلاشک وشبہ ان معاملات کو رب عزوجل کی رضا پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

(۱) اس کی تفصیل کے لئے عاجز کی تالیف ''**قرآن مجید اور معیار ہدایت**'' کا مطالعہ فرمائیں

جو کام خیر ہو اسے کرنا چاہیے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عطا کردہ اصول کے تحت ہم یہ بات بخوبی سمجھ چکے کہ جو کام خیر کا ہو اسے درست سمجھنا چاہیے وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں واقع ہو اور جو کام درست نہیں اسے بُرا سمجھنا چاہیے جیسے بیت المقدس شریف پر یہودی قابض ہیں۔ ہرگز اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ معاذ اللہ یہودی اللہ عزوجل کے پیارے ہیں۔

یہ تحریر کرتے ہوئے دل ڈوبا جارہا ہے کہ راقم الحروف مکمل تبصرے کی جسارت نہ کرے یہی بہتر ہے۔ صرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ حرمین طیبین میں قرآن پاک کی بے حرمتی کس پر پوشیدہ ہے؟ لہٰذا یہ قطعاً درست نہیں ہے کہ حرمین طیبین میں ہمیشہ وہی کام ہوئے ہیں جس میں اللہ عزوجل کی رضا شامل ہے۔

پیارے بھائیو! جن کے قلوب مدینے والے ﷺ کی محبت میں سرشار ہیں وہ آج بھی بڑے بڑے ہال اور اپنے مکانوں میں محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ راقم الحروف اہل مکہ و مدینہ (عرب حضرات) کے یہاں محفل میلاد میں شریک ہوا ہے اور ادب سے کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے انہیں ملاحظہ کیا ہے ویسے بھی صدیوں سے مسلمان مکۃ المکرّمۃ اور مدینہ طیبہ میں حضور پُرنور ﷺ کی آمد پر محافل کا انعقاد کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے تھے۔

حرمین طیبین اور محافل میلاد:

محدث ابنِ جوزی ﴿سن وصال 597ھ﴾ لکھتے ہیں:

لَازَالَ اَهْلُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ وَالْمِصْرِ وَالْيَسمَنِ وَ الشَّامِ وَسَائِرِ بِلَادِ الْعَرَبِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ يَحْتَفِلُوْنَ بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَفْرَحُوْنَ بِقُدُوْمِ هِلَالِ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ . وَيَهْتَمُّوْنَ اِهْتِمَامًا بَلِيْغًا عَلَى السَّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَنَالُوْنَ بِذَالِكَ اَجْرًا جَزِيْلًا وَفَوْزًا عَظِيْمًا ﴿المیلاد النبوی، ۵۸﴾

یعنی ''اہل مکہ و مدینہ، اہل مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام مشرق تا مغرب ہمیشہ سے حضور اکرم ﷺ کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محافل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ ﷺ کی ولادت کے تذکرے کا کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجر عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں''

محدث ابن جوزی کا تعارف:

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے ہاتھوں ایک لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا ان کے بارے میں تذکرۃ الحفاظ میں تحریر ہے کہ ''محدث ابن جوزی علوم قرآن اور تفسیر میں بلند پایہ تھے اور فن حدیث میں بہت بڑے حافظ تھے ان کی تصانیف اتنی کثیر اور ضخیم ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان جیسی تصانیف علمائے امت میں سے کسی کی ہوں'' ﴿تذکرۃ الحفاظ ج ۴﴾

نوٹ: محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کا وصال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے ۷۴۳ سال قبل ہوا ہے تو کیا اعلیٰ حضرت مروجہ محفل میلاد کے موجد ہیں؟

مفسر قرآن کے نظریات:

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فنافی الرسول کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کی تفسیر جلالین درس نظامی (عالم کورس) کے نصاب میں شامل ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو دولاکھ حدیثیں یاد تھیں

آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

عِندِی اَنَّ اَصلَ عَمَلِ الْمَوْلِدِ هُوَ اِجْتِمَاعُ النَّاسِ وَ قِرَأَةُ مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَ رِوَایَةُ الْاَخْبَارِ الْوَارِدَةِ فِی مَبْدَاءِ اَمْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَقَعَ فِی مَوْلِدِهٖ مِنَ الْاٰیَاتِ ثُمَّ یُمَدُّ لَهُمْ سِمَاطٌ یَاْکُلُوْنَهٗ وَ یَنْصَرِفُوْنَ مِنْ غَیْرِ زِیَادَةٍ عَلٰی ذٰلِکَ هُوَ مِنَ الْبِدَعِ الْحَسَنَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِظْهَارِ الْفَرْحِ وَالْاِسْتِبْشَارِ بِمَوْلِدِهِ الشَّرِیْفِ

﴿حسن المقصد فی عمل المولد فی الحاوی للفتاوی ج ۱، ص ۱۸۹﴾

یعنی "میرے نزدیک میلاد کے لئے اجتماع، تلاوت قرآن، حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف واقعات اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والی علامات کا تذکرہ اور اس محفل میں طعام کا اہتمام اور دیگر معاملات ان بدعات حسنہ میں سے ہے جن پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس میں آپ ﷺ کی تعظیم ومحبت اور آپ کی آمد پر خوشی کا اظہار ہے۔"

ضابطہ برائے بدعت:

امام علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

وَالْبِدْعَةُ اِنْ کَانَتْ مِمَّا تَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَحْسَنٍ فَهِیَ حَسَنَةٌ وَاِنْ کَانَتْ تَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَقْبَحٍ فَهِیَ مُسْتَقْبَحَةٌ وَاِلَّا فَمِنْ قِسْمِ الْمُبَاحِ

یعنی "بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری ہے اور جو دونوں میں سے کسی کے نیچے داخل نہ ہو تو وہ قسم مباح سے ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت قائم کر کے فرمایا، نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ "یہ بڑی اچھی بدعت ہے"۔ معلوم ہوا کہ خیر کے نئے کام کو اچھا سمجھنا صحابہ علیہم الرضوان کا طریقہ ہے چنانچہ صحابہ علیہم الرضوان کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے گزشتہ سات سو یا آٹھ سو سال سے صالحین، مفسرین، محدثین اور فقہاء مروجہ محافل میلاد النبی ﷺ کو بدعت حسنہ قرار دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ علیہم الرضوان کے عطا کردہ اصول کے نور سے منور فرما کر شیطان سے محفوظ فرمائے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

مکۃ المکرمۃ میں جلوس کا ایمان افروز منظر:

شیخ امام قطب الدین الحنفی (سن وسال:۹۸۸ھ) استاد مکۃ المکرمہ بارہ ربیع الاول کو اہل مکہ کا معمول لکھتے ہیں:

يُزَارُ مَوْلِدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَكَانِيُّ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةَ عَشَرَ مِنْ رَّبِيْعِ الْاَوَّلِ فِيْ كُلِّ عَامٍ فَيَجْتَمِعُ الْفُقَهَاءُ وَالْاَرْبَعَةُ بِكَمَّةَ الشَّرِيْفَةَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ بِالشُّمُوْعِ الْكَثِيْرَةِ وَالْمُفَرَّعَاتِ وَالْفَوَانِيْسِ وَالْمَشَاعِلِ وَجَمِيْعِ الْمَشَائِخِ مَعَ طَوَائِفِهِمْ م بِالْاَعْلَامِ الْكَثِيْرَةِ وَيَخْرُجُوْنَ مِنَ الْمَسْجِدِ اِلٰى سُوْقِ اللَّيْلِ وَ يَمْشُوْنَ فِيْهِ اِلٰى مَحَلِّ مَوْلِدِ الشَّرِيْفِ بِازْدِحَامٍ وَّ يَخْطُبُ فِيْهِ شَخْصٌ وَيَدْعُوْ لِلسُّلْطَنَةِ الشَّرِيْفَةِ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

یعنی "۱۲ ربیع الاول کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہوجاتا تھا تمام علاقوں کے علماء، فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہوجاتے ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل سے۔۔گزرتے ہوئے مولدالنبی ﷺ (وہ مکان جس میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی) کی زیارت کے لئے جاتے۔ان کے ہاتھ میں کثیر تعداد میں شمعیں فانوس اور مشعلیں ہوتیں۔ وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتے تمام مسلمانوں کے لئے دعا ہوتی پھر تمام لوگ دوبارہ مسجد حرام میں آجاتے۔"

صالحین کے نظریات:

امام ابوالحسین محمد بن احمد المعروف باابن جبیر اندلسی علیہ الرحمۃ ﴿سن وصال:۶۱۴ھ﴾ لکھتے ہیں:

مِنْ مَّشَاهِدِهَا الْكَرِيْمَةِ اَيْضًا مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتُّرْبَةُ الطَّاهِرَةُ الَّتِيْ هِيَ اَوَّلُ تُرْبَةٍ مَسَّتْ جِسْمَهُ الطَّاهِرَ وَالْمَوْضِعُ الْمُقَدَّسُ الَّذِيْ سَقَطَ فِيْهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةَ الْوِلَادَةِ السَّعِيْدَةِ الْمُبَارَكَةِ الَّتِيْ جَعَلَهَا اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْاُمَّةِ اَجْمَعِيْنَ (يُفْتَحُ هٰذَا الْمَوْضِعُ الْمُبَارَكُ فَيَدْخُلُهُ النَّاسُ كَافَّةً وَّ مُتَبَرِّكِيْنَ بِهٖ فِيْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ مِنْهُ لِاَنَّهُ كَانَ شَهْرُ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿رحلۃ ابن جبیر:ص۹۰﴾

ترجمہ: "مکہ مکرمہ کی زیارات میں سے ایک مولد پاک بھی ہے۔اس مقام کی مٹی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے کائنات میں سب سے پہلے محبوب خدا ﷺ کے جسم اقدس کو

مس کیا اور اس میں اس ہستی مبارکہ کی ولادت پاک ہوئی جو تمام امت کے لئے رحمت ہے۔ ماہ ربیع الاول میں خصوصاً آپ کی ولادت کے دن اس مکان کو زیارت کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کی زیارت کرتے ہیں اور تبرک حاصل کرتے ہیں۔"

مشہور سیاح ابن بطوطہ ﴿سنِ وصال: 728ھ﴾ نے اپنے سفرنامہ میں اہل مکۃ المکرّمہ کے معمولات کا ذکر ربیع الاول شریف کے حوالے سے اسی انداز میں کیا ہے۔

پیارے بھائیو! مکۃ المکرّمہ میں صدیوں سے یہ رائج تھا کہ میلاد النبی ﷺ کے پرنور موقع پر اہل ایمان تعظیم مصطفی ﷺ کے پیش نظر اپنے اموال خرچ کرتے اور خصوصیت کے ساتھ اہتمام کرتے تھے اگر حضور ﷺ کی محبت میں خرچ کرنا درست نہ ہوتا تو فقہاء مفسرین، محدثین اور صالحین ضرور منع کرتے اور ویسے بھی کسی شخص کا یہ ذہن نہیں کہ اس نے میلاد النبی ﷺ کے موقع پر خرچ کر دیا ہے لہٰذا اب وہ غریبوں کی امداد نہیں کرے گا بلکہ حقیقت یہ ہے جو خوش نصیب حضور اکرم ﷺ کی محبت میں پیسے خرچ کرتے ہیں ان کے قلوب کو اللہ عزوجل غریبوں کے لئے نرم فرما دیتا ہے اور وہ پورا سال غریبوں میں مال تقسیم کرتے ہیں۔

اہل مدینہ اور محفل میلاد:

مدینہ طیبہ میں ربیع الاول شریف کے مبارک مہینے میں محافل میلاد النبی ﷺ منعقد ہوتیں چنانچہ شیخ المحدثین جامع المعقول والمنقول گیارہویں صدی کے مجدد سیدی و سندی علی قاری علیہ الرحمۃ جنہیں فہم حدیث شریف میں خاص ملکہ حاصل ہے۔ اور حدیث پاک کی مشہور ترین کتاب مشکوۃ شریف کی شرح المرقاۃ کے مصنف ہیں جن کے فیضان سے عرب و عجم صدیوں سے جگمگا رہے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ اہل مدینہ طیبہ کے معمولات ذکر کرتے ہیں کہ

وَلِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ كَثَّرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ اِحْتِفَالٌ وَعَلٰى فِعْلِهٖ اِقْبَالٌ

﴿المورد الروی، ۲۹﴾

ترجمہ: "اہل مدینہ (اللہ تعالیٰ انہیں مزید ترقی عطا فرمائے) اس موقع پر خوب محافل سجاتے ہیں اور ان میں ذوق و شوق کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔

کاش میں ربیع الاول کے ہر دن محفل سجاتا:

محدثِ مکۃ المکرّمۃ اسلاف کے معمولات ذکر کرتے ہوئے اس وقت کے عظیم مقتداء و پیشوا شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الرحمٰن علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھتے ہیں:

لَمَّا كَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ عَلٰى سَاكِنِهَا اَفْضَلُ الصَّلٰوةُ وَاَكْمَلُ التَّحِيَّةِ كَانَ يَعْمَلُ فِى الْمَوْلِدِ النَّبَوِىِّ وَيُطْعِمُ النَّاسَ وَيَقُوْلُ لَوْ تَمَكَّنْتُ عَمِلْتُ بِطُوْلِ الشَّهْرِ كُلَّ يَوْمٍ مَوْلِدًا

ترجمہ: جب وہ مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تھے تو وہ حضور ﷺ کا میلاد مناتے، لوگوں کو کھانا کھلاتے اور کہتے کاش! مجھے اور قدرت ہوتو میں اس ماہ کے ہر دن ایسا اہتمام کروں"

محدث مکۃ المکرمۃ علیہ الرحمۃ کا اپنا عمل:

حضرت علی قاری علیہ الرحمۃ ان بزرگوں کا قول ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ میرے مالی وسائل ایسے نہیں کہ میں اس موقع پر لوگوں کی مہمان نوازی کرسکوں مگر میں میلاد کے موضوع پر کتاب لکھ رہا ہوں تاکہ لوگ رہتی دنیا تک اس سے سیراب ہوتے رہیں:

قُلْتُ وَاَنَا لَمَّا عَجَزْتُ عَنِ الضِّيَافَةِ الصُّوْرِيَّةِ كَتَبْتُ هٰذِهِ الْاَ وْرَاقَ لِتَصِيْرَ ضِيَافَةً مَّعْنَوِيَّةً نُّوْرِيَّةً مُّسْتَمِرَّةً عَلٰى صَفْحَاتِ الدَّهْرِ غَيْرَ مُخْتَصَّةٍ م بِالسَّنَةِ وَالشَّهْرِ وَسَمَّيْتُهُ بِالْمَوْرِدِ الرَّوِىِّ فِى الْمَوْلِدِ النَّبَوِىِّ

﴿المورد الروی،۳۲﴾

ترجمہ: "میں (علی قاری) کہتا ہوں جب فقیر صورۃً مہمان نوازی سے عاجز ہے تو میں نے معنوی نورانی مہمان نوازی کے لئے یہ کتاب لکھ دی تاکہ روئے زمین پر رہتی دنیا تک لوگ اس سے سیراب ہوں اور میں نے اس کا نام "میلاد النبوی پیاسے کے لئے سیرابی کا ذریعہ" رکھا ہے"

نوٹ: شارح بخاری علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ، شیخ الاسلام امام الحدیث علامہ سخاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام مکۃ المکرّمہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور کئی علمائے امت جنھیں علی الاطلاق تسلیم کیا جاتا ہے ان کے ایمان افروز تاثرات اور میلاد النبی ﷺ کے فضائل پر مبنی قرآن و حدیث کے دلائل ماقبل تحریر اور اس کی وضاحت جاننے کے لئے **"محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ"** کا مطالعہ فرمائیں۔

شیخ محقق علی الاطلاق کا تعارف:

ہمارے محسن، امن کے پیشوا، فیضانِ حدیثِ خیر الانام ﷺ محقق و مدبر فقیہ و مفکرہ ہستی پاک جن کے ذریعے برِصغیر میں بخاری و مسلم، ابن ماجہ و ترمذی، ابوداؤد و نسائی شریف کا فیض پہنچا اس بلند پایہ ذی مرتبت شخصیت کا نام نامی اسمِ گرامی شیخِ محقق علی الاطلاق عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں کی خوش بختی:

مدینہ طیبہ کے مشہور محدث الشیخ محمد قضائی مصری علیہ الرحمۃ نے مسجدِ نبوی شریف میں درسِ حدیث کی دعوت پیش کی اور خصوصی نظر فرمائی۔ شیخ عبدالحق محدث فرماتے ہیں اس سے پہلے بھی یہ مبارک پیش کش دوسرے بزرگوں سے ہو چکی تھی لیکن میں محض رسالت مآب ﷺ کے ادب کے پیشِ نظر عذر پیش کرتا لیکن اس بار شیخ قضائی علیہ الرحمۃ کی عظمت کی بناء پر اس دعوت کو قبول کرلیا اور مسجدِ نبوی شریف میں درسِ حدیث کا آغاز کیا۔

اللہ تعالیٰ کا آپ پر خصوصی فضل وکرم تھا چنانچہ منقول ہے کہ آپ علیہ الرحمۃ کو روزانہ خواب میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی تھی۔ **سُبْحَانَ اللہ**!! بالآخر برصغیر کے مسلمانوں کی قسمت جاگ اٹھی اور آپ نے فیضانِ حدیث کو ھند میں جاری کرنے لئے مدینہ طیبہ سے رختِ سفر باندھنے کا ارادہ فرمالیا۔

شیخ محقق نے قطبِ مکۃ المکرّمۃ شیخ عبدالوہاب متقی سے فیض حاصل کیا چنانچہ اپنے شیخ کے حالات ''زَادُالْمُتَّقِیْنَ فِیْ سُلُوْکِ طَرِیْقِ الْیَقِیْنِ'' میں تحریر فرماتے ہیں جس کا مطالعہ باطن کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

اجازتِ صحاح ستہ:

عارف باللہ شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ محقق کو اجازاتِ احادیثِ طیبہ عطا فرمائیں چنانچہ شیخ اپنی تصنیف زادالمتقین میں تحریر کرتے ہیں کہ رخصت ہونے سے قبل حضرت الشیخ نے خلافت بھی عطا فرمائی۔ اللہُ اَکْبَرُ! یہ خلافت شیخ عبدالوہاب کو شیخ علی متقی سے ملی ہے جنہوں نے چھیالیس **(46)** حج کئے اور اپنی صدی کے سب بڑے محدث تھے۔

شیخ محقق علی الطلاق مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ سے انوار وتجلیات اپنے سینے میں بسا کر لوگوں کے قلوب منور کرنے کے لئے ھند پہنچے اور حدیثِ پاک کے فیض کو عام کیا گویا آپ علیہ الرحمۃ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے فیضانِ بخاری ومسلم ہیں کیونکہ گزشتہ کئی صدیوں سے برصغیر میں کوئی ایسا محدث نہیں ہوگا جس نے بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ سے فیض نہ پایا ہو۔ ﴿ماخوذ از ''**قرآن مجید اور معیار ہدایت**''﴾

شیخ عبدالحق محدث دھلوی علیہ الرحمۃ کی دعا:

''اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال فسادِ نیت کا شکار ہیں۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری عنایت سے اس قابل (اور لائق التفات) ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی وانکساری، محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درود وسلام بھیجتا ہوں، اے اللہ! وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے اے ارحم الراحمین! مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی۔''

﴿اخبار الاخیار، **644**﴾

عاجزانہ درخواست:

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا ﴿فاطر آیت: 6﴾

ترجمہ: ''بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو''

شیطان کی آرزو اور تمنا یہی ہے کہ وہ ہمیں تباہ وبرباد کردے اور صحابہ علیہم الرضوان اور بزرگانِ دین کے عقائد ونظریات سے دور کردے۔ اسی طرح اس بدبخت کی خواہش ہے کہ مسلمان دنیا کی رنگینیوں میں بدمست ہوجائیں اور قبر وآخرت کو بھول جائیں۔ یاد رکھیں! دنیا

کی محبتیں فقط اغراضِ دنیا کے لئے ہیں۔ ہمارے چاہنے والے اپنے کندھوں پر لاد کر اندھیری قبر میں تنہا چھوڑ کر چلے جائیں گے اور ہمارا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا۔ خدارا!! ہمیں اپنے ایمان کی حفاظت، خوفِ خدا کے حصول اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کو ہمیشہ کے لئے اپنے سینوں میں بسانے کی نورِ قرآن نشست اور ختمِ قادریہ کے معمولات کے ساتھ خادمِ درود پاک بنتے ہوئے اپنے گھرانے کو جنتی گھرانہ بنانے کے لئے ہر جمعۃ المبارک کو نورِ قرآن سے منور ہو جائیں تا کہ ہمارا گھرانہ جنتی ہو جائے اور ہمیں ذہنی وقلبی سکون نصیب ہو۔

پیارے بھائیو! آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ حضور ﷺ صحابہ اور صالحین سے ہمیشہ محبت والفت برقرار رکھنے کے لیے وقتاً فوقتاً "صلوٰۃ الحاجات" دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں کہ "اے اللہ عزوجل تو میرے ایمان کی حفاظت فرما اور جس طرح آج اے مولیٰ عزوجل! تیری توفیق سے میں صحابہ علیہم الرضوان کی عطا کردہ روشنی کو اپنے سینے میں بسائے ہوئے ہوں اور وسعتِ قلبی کی عظیم نعمت کا چراغ اپنے قلب میں روشن کئے ہوئے ہوں۔ مجھے اسی اسلامی عقیدے پر ثابت قدمی نصیب فرما اور نور القرآن کو ساری دنیا میں عام فرما۔" امین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْکَرِیْم ﷺ

ختم شد

اہم اعلان: قرآن پاک اور درود پاک کے ٹوکن خادمِ درود سے ہر ماہ ضرور طلب فرمائیں۔

قبر سے کستوری کی خوشبو:

قطبِ زماں سیدی ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان حسنی جزولی رحمۃ اللہ ۸۰۷ھ میں سوس اقصیٰ (مراکش) میں پیدا ہوئے۔ آپ حسنی سادات میں سے تھے کچھ عرصے وطن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد فاس چلے گئے اور مدرسۃ الصفارین میں داخل ہو گئے حضرت علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ ﴿سن وصال:۱۰۵۲ھ﴾ نے آپ کے تفصیلی حالات تحریر فرمائے جن میں سے چند نکات پیشِ خدمت ہیں:

صَاحِبُ دَلَائِلِ الْخَیْرَاتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، دَخَلَ الْخَلْوَۃَ لِلْعِبَادَۃِ نَحْوَ اَرْبَعَۃَ عَشَرَ عَامًا، ثُمَّ خَرَجَ لِلْانْتِفَاعِ بِہٖ، فَاَخَذَ فِیْ تَرْبِیَۃِ الْمُرِیْدِیْنَ، وَتَابَ عَلٰی یَدِہٖ خَلْقٌ کَثِیْرٌ، وَّانْتَشَرَ ذِکْرُہٗ فِی الْاٰفَاقِ، وَظَھَرَتْ لَہٗ خَوَارِقُ الْعَظِیْمَۃِ وَمِنْ کَرَامَاتِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ بَعْدَ وَفَاتِہٖ بِسَبْعٍ وَّ سَبْعِیْنَ سَنَۃً نَقَلُوْہُ مِنْ قَبْرِہٖ فِیْ بِلَادِ السُّوْسِ اِلٰی مَرَاکِشَ، فَوَجَدُوْہُ کَھَیْئَۃِ یَوْمَ دُفِنَ، وَّلَمْ یُغَیِّرْ طُوْلُ الزَّمَانِ مِنْ اَحْوَالِہٖ شَیْئًا وَّ اَثَرُ الْحَلْقِ مِنْ شَعْرِ رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ ظَاھِرٌ کَحَالِہٖ یَوْمَ مَوْتِہٖ، اِذْ کَانَ قَرِیْبَ عَھْدِہٖ بِالْحَلْقِ وَ وَضَعَ بَعْضُ الْحَاضِرِیْنَ اِصْبَعَہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ حَاسِرًا بِھَا، فَحَسَرَ الدَّمُ عَمَّا تَحْتَھَا، فَلَمَّا رَفَعَ اِصْبَعَہٗ رَجَعَ الدَّمُ، کَمَا یَقَعُ ذٰلِکَ فِی الْحَیِّ وَ قَبْرُہٗ بِمَرَاکِش

عَلَیْہِ جَلَالَۃٌ عَظِیْمَۃٌ وَّالنَّاسُ یَزْدَحِمُوْنَ عَلَیْہِ وَیُکْثِرُوْنَ مِنْ قِرَاءَۃِ دَلَائِلِ الْخَیْرَاتِ عِنْدَہٗ. وَثَبَتَ. اَنَّ رَائِحَۃَ الْمِسْکِ تُوْجَدُ مِنْ قَبْرِہٖ مِنْ کَثْرَۃِ صَلٰوتِہٖ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ

یعنی: مصنفِ دلائل الخیرات رضی اللہ عنہ چودہ سال تک خلوت نشینی اختیار کر کے عبادت و ریاضت اور منازل سلوک طے کرنے میں مصروف رہے۔ پھر خلقِ خدا کی رہنمائی اور مریدین کی تربیت کا کام شروع کیا بے شمار لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ آپ کا چرچا دور دراز تک پہنچا۔ حیرت انگیز خوارق اور بڑی بڑی کرامات ظاہر ہوئی اور ان کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے وصال کے 77 سال بعد آپ کے جسدِ خاکی کوسوس سے مراکش منتقل کیا گیا تو آپ کو ایسے ہی پایا گیا گویا کہ آج ہی دفن کئے گئے ہوں اور طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود اس میں کوئی تبدیل نہیں ہوئی تھی۔ وصال سے پہلے آپ نے حجامت بنوائی تھی اس کا اثر بدستور موجود تھا۔ ایک شخص نے آپ کے چہرے پر انگلی رکھی تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اس جگہ سے خون ہٹ گیا اور جب انگلی اٹھائی تو پھر اپنی جگہ لوٹ آیا جیسے کہ زندوں میں ہوتا ہے۔ مراکش میں آپ کے مزار اقدس پر عظیم ہیبت و جلالت پائی جاتی ہے۔ لوگ بڑی تعداد میں حاضر ہوتے ہیں اور دلائل الخیرات پڑھتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بکثرت درود و سلام پیش کرنے کی برکت سے آپ کی قبر انور سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔

آپ کی شہرہ آفاق کتاب دلائل الخیرات کا پورا نام دَلَائِلُ الْخَیْرَاتِ وَشَوَارِقُ الْاَنْوَارِ فِیْ ذِکْرِ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ ہے۔ حضرت علامہ مہدی الفاسی علیہ الرحمۃ ﴿سنِ وصال: ۱۰۵۲ھ﴾ مطالع المسرات میں لکھتے ہیں: "یہ کتاب حضور ﷺ کی بارگاہ

میں درود و سلام پر مشتمل ہے اور اٰیَۃٌ مِّنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی) ہے۔ مشرق و مغرب اور خاص طور پر روم کے شہروں میں باقاعدگی سے پڑھی جاتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں جس عقیدت اور محبت سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں ان کے چند نظائر یہ ہیں:

☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْمَوْصُوْفِ بِالْجُوْدِ وَالْکَرَمِ

ترجمہ : اے اللہ اس ذات اقدس پر رحمت نازل فرما جو جود و کرم سے متصف ہیں"

☆ سَیِّدُنَا کَاشِفُ الْکُرَب

ترجمہ : ہمارے آقا ﷺ مشکلات کو حل فرمانے والے ہیں

☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی کَاشِفِ الْغُمَّۃِ

ترجمہ : اے اللہ درود بھیج غم کے دور کرنے والے پر

سبحان اللہ! انبیاء اور صالحین سے الفت اور محبت رکھنے والوں پر خصوصی کرم ہوتا ہے۔ حضور ﷺ بعطائے پروردگار مشکل کشا جاننے والے صاحب دلائل الخیرات سیدی محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ 16 ربیع الاول 870ھ کو بمقام آفر غالِ نماز فجر میں اس طرح دنیا سے کوچ ہوئے کہ آپ سجدہ ریز تھے۔ معلوم ہوا کہ جو دنیا میں صالحین سے محبت رکھتا ہے وہ اس طرح دنیا سے رخصت ہوتا ہے کہ اس کے لبوں پر رب تعالیٰ کا نام جاری و ساری ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدی محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے شیطان کے مکروہ و فریب سے محفوظ فرمائے اور ہمیں بھی ایسی عظیم الشان موت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

ہماری دیگر مطبوعات

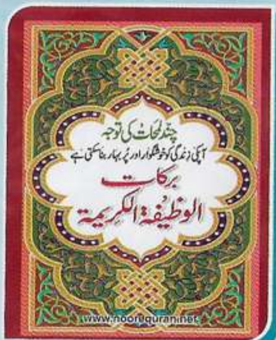

زیر اہتمام
نور القرآن حمزیہ غوثیہ ٹرسٹ انٹرنیشنل
رابطہ
0321-3531922
www.noorulquran.com

آپ پریشان نہ ہوں

ارشاد ربانی ہے۔

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ (سورۂ زمر، آیت 53، پارہ 24)

آیئے! حصول ثواب کی نیت، کسی بھی جائز مقصد میں کامیابی، رزق میں برکت، پریشانی سے نجات اور غیبی امداد کے لئے ضرور تشریف لایئے۔

ختم قادریہ شریف

اسماء الٰہی عزوجل — اجتماعی دعا

مرد و خواتین کیلئے	خواتین کیلئے
ہر اتوار	ہر ہفتہ
بعد نماز عصر تا مغرب	دوپہر 2:45 سے 4:45 تک

خواتین کیلئے پردے کا اہتمام ہے

بمقام: جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

براہِ راست سننے کیلئے:
نور القرآن حمزیہ غوثیہ انٹرنیشنل
www.noorulquran.com